۱۴۰واں باب

بنو قینقاع کی شہر بدری

[غزوہ بدر کے نتائج و اثرات]

۳۴۶ مدینے کی سرحد پر یہود کی آبادیاں

۳۴۶ یہود کی اسلام دشمنی اور مسلمانوں سے حسد

۳۴۷ یہود کا سب سے خطرناک قبیلہ

۳۴۸ بدر میں مسلمانوں کی فتح پر یہود کا ردِّ عمل

۳۵۲ محاصرے کا خاتمہ اور بنو قینقاع کی شہر بدری

۱۴۰واں باب

بنو قینقاع کی شہر بدری

مدینے کی سرحد پر یہود کی آبادیاں

جیسا کہ مدینے کے اطراف میں رہنے والے یہودیوں کے بارے میں بتایا جاچکا ہے کہ وہ ہزاروں کی تعداد میں تھے اور تین قبیلوں سے تعلق رکھتے تھے۔ یہ قبائل باوجود ایک ہی کتاب اور ایک ہی رسول کو تسلیم کرنے کے، موجودہ دور کے مسلمانوں کی مانند ایک دوسرے سے دشمنی کی حد تک نفرت کرتے تھے۔ انصار مدینہ ایک طویل عرصے سے اِن کے ساتھ رہ رہے تھے۔ اِن کی زبان سے توحید، آخرت اور توریت کی باتیں سنتے اور ایک آنے والے نبی کا تذکرہ سنتے رہے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ وہ یہود سے بڑی امید رکھتے تھے کہ یہ بھی ایمان لے آئیں گے، مگر افسوس کہ باوجود توحید، آخرت، رسالت اور وحی الٰہی سے آگاہ ہونے کے، بت پرست مشرکین عرب کے بارے میں یہ کہتے تھے کہ مذہبی حیثیت سے تو کفار مسلمانوں سے اچھے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ میں تشریف لانے کے بعد سب سے پہلے انہی یہود کے ساتھ باہمی تعاون و مددگاری کا اعلامیہ [المعروف بہ میثاق] جاری کیا تھا۔ آپ ﷺ دینی حیثیت سے بھی یہود کو مشرکین کی بہ نسبت اپنے قریب تر سمجھتے تھے اور ہر معاملہ میں مشرکین کے مقابلے میں اہل کتاب ہی کے طریقہ کو ترجیح دیتے تھے۔

بنو قریظہ برہمنوں کی مانند بنو نضیر کے انسانوں کو کم مرتبہ جانتے تھے اور بنو نضیر نے اپنی یہ کمتری اچھوتوں کی مانند تسلیم کی ہوئی تھی۔ چناں چہ بنو نضیر کا کوئی آدمی بنو قریظہ کے آدمی کو قتل کر دیتا تھا تو بنو نضیر کو اس کا مقررہ خوں بہا [blood money] کا نصف ہی ادا کرنا پڑتا، اِس کے برخلاف اگر بنو قریظہ کا کوئی آدمی بنو نضیر کے آدمی کو قتل کر دیتا تھا تو بنو قریظہ کو پورا خوں بہا دینا ہوتا تھا

یہود کی اسلام دشمنی اور مسلمانوں سے حسد

یہود کی اسلام دشمنی اور مسلمانوں سے حسد کا یہ واقعہ تو آپ ساتویں جلد میں پڑھ ہی چکے ہیں کہ بنو قینقاع

کے ایک گھاگ بوڑھے یہودی، شاش بن قیس نے جو قبر میں پاؤں لٹکائے ہوئے تھا اوس اور خزرج کے مابین دوستانہ تعلقات کو ختم کرانے کے لیے ایک چال چلی۔ اُس نے اپنے قبیلے کے ایک گویّے سے کہا کہ جب انصار اکٹھے ہوں تو اُن کی مجلس میں اُن کو وہ اشعار گا گا کر طربیہ انداز سے سنائے جو چند برس قبل ہونے والی جنگ بعاث کے بعد دونوں جانب کی شاعری کی پیداوار تھے۔ چناں چہ عربوں کی ایک مشترکہ محفل میں لوگ اس شاعری کو سننے میں مشغول ہو گئے۔ اِن کے دل و دماغ دورِ جاہلیہ میں جا پہنچے۔ تھوڑی ہی دیر میں شاعری کی محفل ایک جھگڑے میں تبدیل ہو گئی۔ گرما گرمی گالیوں اور دھمکیوں میں تبدیل ہوئی، نوبت بہ ایں جا رسید کہ تلوار نکالنے کی باتیں ہونے لگیں اور لوگ اپنے بازو کے جوہر دکھانے اور دوسرے کو مزا چکھانے کے لیے میدانِ جنگ کے لیے آتش فشانی لاوے کی چٹانوں کی جانب دوڑے۔ رسول اللہ ﷺ کو جب یہ خبر پہنچی تو آپؐ عجلت سے اُس جگہ پہنچے جہاں دونوں فریق معرکہ آرائی کے لیے صفیں بنا رہے تھے۔ اے مسلمانوں، رسول اللہ ﷺ نے اِن کو مکرر مخاطب کیا پھر فرمایا کیا:

" تم لوگ دورِ جاہلیت کی مانند کام کرو گے حالانکہ میں اب تمھارے درمیان موجود ہوں اور اللہ نے تم کو ہدایت دی ہے اور تم اسلام لے آئے ہو۔ اور تم کو اسلام نے معزز کر دیا ہے۔ اس کے ذریعے کفر کے طور طریقوں سے چھٹکارا حاصل کرنے کے قابل بنا دیا ہے۔ اس کی وجہ سے تمھیں کفر سے نجات ملی ہے اور تمھارے قلوب کو متحد کر دیا ہے"۔

اوس و خزرج کے نوجوانوں کے کانوں نے جونہی یہ سنا، اُنھیں یاد آگیا کہ اُن کو شیطان نے گم راہ کر دیا ہے۔ وہ اشک بار ہو گئے اور ایک دوسرے سے گلے مل گئے۔

مدینے میں اسلامی ریاست کے قیام کے روزِ اوّل ہی سے یہودیوں نے اسلام کو مٹانے کے لیے قریش کے ساتھ بیش از بیش تعاون کو اپنی حکمت عملی کا مرکز (focal point) بنا لیا تھا۔ وہ اس مدینۃ النبی کو کسی بھی طرح جلد از جلد پرانے نخلستان یثرب میں تبدیل کرنا چاہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کی نقل و حرکت اور عسکری مہمات کی روداد کی باقاعدگی سے مکہ کے لیے جاسوسی کرتے رہتے تھے۔

یہود کا سب سے خطرناک قبیلہ

شہر کے سب سے قریب یا یوں کہیے کہ مدینے کے اندر ہی قبیلہ بنو قینقاع آباد تھے، اِن کے انصار کے قبیلے

خزرج کے ساتھ حلیفانہ معاہدے تھے۔ یہ لوہے اور دیگر دھاتوں، تانبے پیتل سے مختلف سامان بنانے میں مہارت رکھتے تھے۔ یہ لوگ نہ صرف اسلحہ فروخت کرتے بلکہ ان کے پاس ہمیشہ اسلحہ کا بڑا اسٹاک موجود ہوتا تھا۔ یہ بزعمِ خود اپنے کو سب سے زیادہ بہادر گردانتے تھے۔ سردارِ منافقین، عبداللہ بن ابی سے اِن کے گہرے تعلقات تھے، دونوں کو ایک دوسرے پر بڑا اعتماد تھا۔ اِن ہی کی حمایت کے سہارے عبداللہ بن ابی کا کہنا تھا کہ تین سو پیادے اور چار سو سوار میری حمایت و حفاظت کو موجود ہوتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کو اِس یہودی قبیلہ بنی قینقاع کی دغابازی اور منافرت کا پہلے ہی تجربہ تھا چونکہ عبداللہ بن سلام اس قبیلہ کی سربرآوردہ شخصیت تھے، اُن سے زیادہ اُن کے طور طریقوں سے کون بخوبی آگاہ ہو سکتا تھا۔ اُن کے اسلام لانے کے موقع پر، جب اُن کے قبیلے کے لوگوں کو معلوم نہ تھا کہ وہ اسلام کے آگے اپنا دِل ہار چکے ہیں، بنو قینقاع کے اکابرین نے اُن کے اور اُن کے والد کی شان میں بڑی باتیں کہیں اور اُن کے علم و فراست کی گواہی دی، مگر چند لمحے بعد جب اُنھیں معلوم ہو گیا کہ وہ ایمان لا چکے ہیں تو فوراً اُن کو جاہل کہنے لگے۔

یہود کی جانب سے، مسلمانوں کو شروع کے کچھ ایام چھوڑ کر ہمیشہ ہی خطرہ رہا، خاص طور پر قینقاع سے اِس لیے کہ یہ مسجدِ نبوی یا یوں کہیے کہ مرکزِ شہر سے، دوسرے دو قبیلوں کے مقابلے میں اِن کا علاقہ زیادہ قریب تھا اور یہ زیادہ فسادی بھی تھے۔ شہر کی جنوبی سرحد پر باقی دو قبیلوں کے چھوٹے چھوٹے قلعے تھے۔ یہود کے قبیلوں سے یہ خطرہ تو تھا ہی کہ اگر قریش مدینے پر حملہ آور ہوں تو ظاہر ہے کہ اُن کی فوج پہلے شہر کی سرحد پر واقع اِن یہودیوں کے قلعوں تک پہنچے گی جو مسجد نبوی سے آدھے دن کی مسافت پر تھے۔ یہ بات یقینی تھی کہ مکہ کی فوج کو مدینے پر غلبہ حاصل کرنے کے لیے فیصلہ کن امر یہ ہوگا کہ یہود قریش کو روکتے ہیں یا اُن کے ساتھ مل کر مسلمانوں کے خلاف لڑائی میں حصہ لیتے ہیں۔

بدر میں مسلمانوں کی فتح پر یہود کا ردِّ عمل

مسلمان جب نبی ﷺ کی زیرِ کمان لڑی جانے والی جنگ بدر سے کامیاب و کامران مدینہ واپس آئے تو سارے ہی یہود کی توقعات پر اوس پڑ گئی، اندیشہ ہائے دور دراز نے اُنھیں آگھیرا، بدر کی فتح کہیں اسلام کی طاقت کو ایک مستقل ''خطرہ'' نہ بنا دے۔ چنانچہ فوراً ہی اپنی مخالفانہ کوششوں کو تیز تر کر دیا۔ بنو نضیر کے ایک سردار، کعب بن اشرف نے تو کہا کہ ہم یہود کے لیے تو آج کا دن زمین کی پیٹھ پر چلنے [زندہ رہنے] کے مقابلے میں زمین کے پیٹ میں اتر جانے [مر جانے] کے لیے زیادہ موزوں ہے۔

کعب بن اشرف کا باپ قبیلہ طائی سے تھا لیکن اپنی ماں کی طرف سے وہ اپنے آپ کو بنی نضیر کا فرد قرار دیتا تھا اور اپنے مال و دولت، ذہانت اور شاعری کی بنا پر بنی نضیر میں ایک مقام کا مالک تھا جب اسے بدر کے میدان میں قریش کے نامی گرامی سرداروں کے مارے جانے کی خبریں ملیں تو یہود کا یہ ناب کار لیڈر مجاہدین کی میدانِ جنگ سے شہر میں واپسی سے قبل ہی مکہ چلا گیا اور وہاں اس نے بدر میں ہلاک شدگانِ قریش کے انتقام انگیختہ مرثیے کہہ کر قریش کو جوش دلایا اور اُنھیں اکسایا کہ اپنا قول پورا کرتے ہوئے اپنی عزت کو واپس بحال کرنے اور بدلہ لینے کے لیے ایک ناقابل تسخیر فوج اکٹھی کر کے یثرب پر چڑھائی کا بندوبست کریں۔ کعب کی سرگرمیوں کی اطلاع مدینہ پہنچیں لیکن اس وقت بنو نضیر کے بجائے، بنو قینقاع کے خلاف کاروائی کی فوری ضرورت پیش آگئی۔

کچھ عرصہ سے یہ بات محسوس ہو رہی تھی کہ یہودی مدینے کے اعلامیے سے منحرف ہوتے جا رہے ہیں۔ اور اُس کو اپنے اوپر لاگو نہیں سمجھتے اور یہ لوگ مسلمانوں کے مقابلہ میں مشرکین کو ترجیح دیتے ہیں۔ قرآن مجید کے جو اجزا اِس دوران نازل ہو رہے تھے اُن میں اللہ کے اُن پر انعامات کی یاد دہانی تھی، بعض سچے لوگوں کے ذکر کے ساتھ اُن کی مجموعی طور پر جرائم سے آلودہ احسان فراموشی کی روش اور کتابُ اللہ کی خلاف ورزیوں کی تفصیل اور اُن پر تنبیہات آ رہی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ اور آپؐ کے متبعین صحابہ اکرام رضی اللہ عنہم کو خبردار کیا جا رہا تھا کہ یہودیوں سے خبردار رہیں وہ جو کچھ بھی تمھیں نقصان پہنچانے کے لیے کر سکتے ہیں وہ ضرور کریں گے۔ ان کے سینوں کا پوشیدہ بغض اُس سے کہیں بہت ہی زیادہ ہے جو کبھی کبھار اُن کی زبانوں پر آ جاتا ہے۔

قریب ہونے کی بنا پر اہلِ مدینہ کے مرد اور عورتوں کا مدینہ کے جنوب میں واقع بنو قینقاع کے بازار میں خرید و فروخت کے کام سے آنا جانا رہتا تھا۔ بدر کی فتح سے حسد کی آگ میں جلنے والے وہاں کے یہودیوں نے ان مسلمان عورتوں کو چھیڑنا شروع کیا جو ان کے بازار میں کسی خرید فروخت کے کام سے جاتی تھیں۔ ابن ہشام کی روایت کے مطابق ایک عرب عورت بنو قینقاع کے بازار میں کچھ سامان فروخت کرنے آئی تھی۔ ایک یہودی سنار کی دکان پر بیٹھ گئی۔ یہودی نے اس سے کہا کہ وہ اپنا چہرہ کھولے، جسے وہ ڈھانپے ہوئے تھی، مگر خاتون نے انکار کر دیا۔ اس پر سنار نے چپکے سے اس کے کپڑے کا نچلا کنارا پیچھے سے اِس طرح باندھ دیا کہ اُسے کچھ خبر نہ ہوئی۔ جب وہ اٹھی تو بے پردہ ہو گئی اِس پر یہودی خوب ہنسنے لگے۔ عورت نے چیخ پکار مچائی جسے سن کر ایک مسلمان نے اس سنار پر حملہ کیا اور اسے قتل کر دیا۔ جواباً یہودیوں نے اس مسلمان کو قتل کر دیا۔ اس کے بعد مقتول مسلمان کے گھر والوں نے شور مچایا اور یہود کے خلاف مسلمانوں سے فریاد کی، نتیجتاً مسلمانوں اور بنی

قینقاع کے یہودیوں میں ایک نوع کا بلوہ ہو گیا۔

اِنھی دنوں، بدر کے بعد نازل ہونے والی آلِ عمران کی آیات میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو نصیحت کی کہ اگر تم کو کچھ لوگوں سے نقضِ عہد کا اندیشہ ہو تو اُن کے ساتھ اعلانیہ اپنا معاہدہ ختم کرنے کا اعلان کر دو [دیکھیے صفحہ نمبر ۲۹۵ ﴿الانفال: ۵۸﴾]۔ یہ گویا حکم تھا کہ وہ یہود جو تسلیم شدہ، نافذ اور جاری اعلامیے پر عمل درآمد نہیں کر رہے، اُس کو اُن کے منہ پر دے مارو [اعلان کر دو کہ اب ہم بھی اِس کے مطابق تمھارے ساتھ امن سے رہنے کے پابند نہیں ہیں] بے شک اللہ خیانت کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا لیکن وحی میں یہ بھی مذکور تھا کہ اگر وہ امن پر مائل ہوں تو تم بھی اس کے لیے جھک جاؤ اور اللہ پر بھروسہ رکھو چناں چہ مسلمان بھی اس بات پر خوش نہیں تھے کہ کوئی ایسا جارحانہ قدم اٹھایا جائے جو خوں ریزی کی وجہ بنے اور پھر تعلقات ہمیشہ کے لیے ختم ہو جائیں، قریش کے ساتھ ایک اور دشمنوں کا محاذ کھل جائے۔ یہی سوچ تھی کہ جو مذکورہ دہرے قتل کے تنازعے کے فیصلے کے لیے نبی ﷺ کو گفتگو کے لیے بنی قینقاع کے بازار میں لے گئی۔ آپؐ نے اُس نرمی سے جو آپؐ کا خاصّہ تھی اور اُس اتھارٹی اور اعتماد سے بھی جو فتحِ بدر نے مسلمانوں کی حکومت کو عطا کی تھی یہود کو سمجھایا کہ قینقاع والے اپنے اوپر بربادی والے ایسے عذاب الٰہی کو دعوت نہ دیں جو ابھی ابھی قریش پر مسلمانوں کے ہاتھوں نازل ہو چکا ہے۔

جواب میں انھوں نے کہا کہ: "اے محمدؐ! تمھیں اس بنا پر خود فریبی میں مبتلا نہیں ہونا چاہیے کہ تمھاری مڈبھیڑ قریش کے اناڑی اور ناآشنائے جنگ لوگوں سے ہوئی، اور تم نے انہیں مار لیا۔ اگر تمھاری لڑائی ہم سے ہو گئی تو پتہ چل جائے گا کہ ہم مرد ہیں اور ہمارے جیسے لوگوں سے تمھیں پالا نہ پڑا ہو گا[2]۔

---

۲ اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: قُل لِّلَّذِينَ كَفَرُوا سَتُغْلَبُونَ وَتُحْشَرُونَ إِلَىٰ جَهَنَّمَ ۚ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿١٢﴾ قَدْ كَانَ لَكُمْ آيَةٌ فِي فِئَتَيْنِ الْتَقَتَا ۖ فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَأُخْرَىٰ كَافِرَةٌ يَرَوْنَهُم مِّثْلَيْهِمْ رَأْيَ الْعَيْنِ ۚ وَاللَّهُ يُؤَيِّدُ بِنَصْرِهِ مَن يَشَاءُ ۗ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّأُولِي الْأَبْصَارِ ﴿۳: ۱۲، ۱۳﴾: "ان کافروں سے کہہ دو کہ عنقریب مغلوب کیے جاؤ گے اور جہنم کی طرف ہانکے جاؤ گے، اور وہ برا ٹھکانا ہے۔ جن دو گروہوں میں ٹکر ہوئی ان میں تمھارے لیے نشانی ہے۔ ایک گروہ اللہ کی راہ میں لڑ رہا تھا اور دوسرا کافر تھا، یہ ان کو آنکھوں سے دیکھنے میں اپنے سے دگنا دیکھ رہے تھے، اور اللہ اپنی مدد کے ذریعے جس کی تائید چاہتا ہے کرتا ہے۔ اس کے اندر یقیناً نظر والوں کے لیے عبرت ہے۔" [اِن آیات کی تنزیل صفحہ ۱۱۳ پر مطالعہ فرمائیں]

یہ جمعہ کا دن تھا اور شوال ۲ھ کی ۱۵ تاریخ، رسول اللہ ﷺ اُن کی جانب سے یہ ناعاقبت اندیشانہ جواب سن کر واپس آ گئے۔ رسول اللہ ﷺ کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا۔ چند گھنٹے بھی نہ گزرنے پائے تھے کہ آپ ﷺ نے مدینے کا انتظام ابو لبابہؓ بن عبد المنذر کو سونپا اور خود حمزہؓ بن عبد المطلب کے ہاتھ میں مسلمانوں کا عَلم دے کر لشکر کے ہمراہ بنو قینقاع کا رخ کیا۔ انھوں نے آپ ﷺ کو دیکھا تو گڑھیوں میں قلعہ بند ہو گئے۔ مسلمانوں کے لشکر نے یہودیوں سے غیر مشروط طور پر ہتھیار ڈالنے کا مطالبہ کیا اور اُن کا سختی سے محاصرہ کر لیا۔

قارئین غور کریں کہ بازار کے جھگڑے میں دونوں جانب کا خون بہنے کے باعث اور جھگڑے کے بڑھنے کے نتیجے میں خرابی کے زیادہ پھیلنے کے خطرے کے پیش نظر یہ معاملہ باآسانی بات چیت سے نبٹ سکتا تھا لیکن اس کے لیے ضروری تھا کہ تسلیم شدہ قانون [اعلامیہ مدینہ] کے مطابق یہودی رسول اللہ سے ثالثی کی درخواست کرتے لیکن یہودیوں نے اس طرح کی صورت حال میں معاہدے پر عمل کرنے کی بجائے اپنے طور پر مسلمانوں کو سبق سکھانے کا فیصلہ کر لیا ان "بہادروں" نے پہلا کام یہ کیا کہ اپنے لوگوں کو قلعہ بند کر لیا جن میں کھانے پینے اور دیگر ضروریات کی چیزیں طویل عرصے کے لیے موجود تھیں اِن قلعوں میں سات سو قابل جنگ مرد تھے۔ دوسرا کام یہ کیا کہ خزرج کے اپنے پرانے حلیف اعبد اللہ بن ابی اور عبادہ ابن صامت کو مدد کے لیے پیغام بھیجا۔ اُن کا خیال تھا کہ تقریباً سات سو مردانِ جنگی خزرج کے بھی آ جائیں گے، اِدھر یہ قلعوں سے نکلیں گے اور اُدھر پیچھے سے خزرج ہوں گے، مسلمانوں کو گاجر مولی کی طرح کاٹ دیں گے۔ یہود کے اس سب سے بڑے، دولت منداور شاطر گروہ کی جانب سے یہ طرزِ عمل بڑا ہی عجیب لگتا ہے، کیا انھوں نے مدینے میں رہتے ہوئے خزرج کے لوگوں کو رسول اللہ ﷺ پر اپنے جان و مال سے فدا ہوتے نہیں دیکھا تھا، کیا اُن کو نہیں معلوم تھا کہ یہ خزرج ہی تھے جنھوں نے چند ہفتوں قبل بدر میں رسول اللہ ﷺ کی معیت میں قریش کا خون بہایا تھا۔ کیا اُنھیں یہ نہیں معلوم تھا کہ قریشِ مکہ نے عبد اللہ بن ابی کو سال پہلے رسولؐ اللہ سے جنگ کر کے مدینے سے نکالنے کی فرمایش کی تھی اور اُس بے وقوف نے خزرج کے کچھ اپنے جیسے بے وقوف لوگوں کو جمع بھی کر لیا تھا، مگر نبی ﷺ کے وہاں پہنچ کر ایک تقریر کرنے اور سمجھانے سے مجمع چھٹ گیا تھا۔ قینقاع کے یہود کو یہ سب کچھ معلوم تھا! اللہ جب کسی کو سزا دینے کے لیے اندھے کنویں میں گرانے کا فیصلہ کر لیتا ہے تو اُن کی عقلوں پر پتھر ڈال دیتا ہے۔

عبد اللہ بن ابی کو جب قینقاع کی جانب سے مدد کا پیغام ملا تو وہ بھی ساری دانش وری کے باوجود گانٹھ کا پورا،

عقل سے پیدل، عبادہ بن صامتؓ سے مشورہ کرنے کے لیے نکل کھڑا ہوا، عبادہ بن صامتؓ نے اُسے کھری کھری سُنائیں۔ اور بے لاگ اُس کو بتادیا کہ رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر ایمان لانے کے بعد اور آپؐ کے جاری کردہ اعلامیے کو تسلیم کرنے کے بعد سابقہ تمام معاہدے کالعدم ہو چکے ہیں اس لیے وہ بنی قینقاع سے متعلق کسی بھی ذمہ داری سے آزاد ہو چکے ہیں اور یہ ہر ایک کو معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے وفاداری کا عہد پرانی تمام وفاداریوں پر غالب آ چکا ہے۔ وہ اپنا سا منہ لے کر نامُراد واپس آ گیا۔ مشکل اُس منافق کی یہ تھی کہ وہ یہود کے ساتھ ان تمام روابط کو یک لخت کیسے ختم کر دے جو اس نے مدینے کا بادشاہ بننے کی خاطر سالہا سال سے استوار کیے تھے۔ بادشاہتِ یثرب کا خیال ابھی اُس کے دل سے نکلا نہیں تھا۔ وہ گردشِ شب و روز کے انتظار میں تھا کہ کب محمد ﷺ اور مہاجرین کو یثرب سے نکالا جائے گا اور مدینہ دوبارہ یثرب میں تبدیل ہو جائے گا اور اپنے اسی سہانے خواب کی خاطر وہ اپنے اُن ہم وطنوں کی رسول اللہؐ کے ساتھ شدید جذباتی محبت و عقیدت کو بھی نظر انداز نہیں کر سکتا تھا، جن پر بادشاہی اُسے دن رات چالیں چلنے پر آمادہ رکھتی تھی۔

دو سال قبل یعنی نبی ﷺ کے مدینے آنے سے قبل اگر کوئی بنو قینقاع کا محاصرہ کرتا تو وہ اُن کے خون کی ندیاں بہادیتا، لیکن آج وہ محصور یہودیوں کی باہر سے کسی بھی طرح کی مدد کرنے کی پوزیشن میں نہیں تھا۔ اُسے معلوم تھا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے اُٹھائے ہوئے اقدام کے خلاف کوئی قدم اٹھانے کے قابل نہیں رہا ہے۔ بنو قینقاع قلعے کی فصیلوں کے اندر انتظار کرتے رہے، انتظار پر انتظار کرتے رہے، کوئی رابطہ نہیں تھا، جب دو ہفتے کوئی ان کی مدد کو نہ آیا تو ان کی امیدیں مایوسیوں میں تبدیل ہو گئیں۔

محاصرے کا خاتمہ اور بنو قینقاع کی شہر بدری

پندرہ روز تک —یعنی ذی القعدہ کے چاند دکھائی دینے تک- محاصرہ جاری رہا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہود کے دلوں میں رعب ڈال دیا۔ چنانچہ بنو قینقاع نے اس شرط پر ہتھیار ڈال دیے کہ رسول اللہ ﷺ ان کی جان ومال، آل واولاد اور عورتوں کے بارے میں جو بھی فیصلہ کریں گے انہیں منظور ہو گا۔ اس کے بعد آپ ﷺ کے حکم سے ان کے سب مَردوں کو باندھ دیا گیا۔

ایسا ماحول تھا، اور بنی قینقاع کی ایسی غدّاری تھی کہ اِن سب کو قتل کیا جاتا تو سوائے عبد اللہ بن ابی اور اُس کے گروہ کے اور قریشِ مکہ کے کوئی ایک آنسو بھی بہانے والا نہ ہوتا، یہاں تک کہ بنو قریظہ اور بنو نضیر بھی

سکھ کا سانس لیتے کہ خس کم جہاں پاک! چناں چہ، عبد اللہ بن ابی بھاگا بھاگا آیا اور نبی اکرم ﷺ سے کہا کہ اے محمد [ﷺ] تم میرے حلیفوں سے اچھا سلوک کرو۔ آپؐ نے اس کی بات ٹال دی، اُس نے اپنا مطالبہ دہرایا تو رسولِ کریمؐ نے اس کی جانب سے منہ پھیر لیا، اس پر عبد اللہ بن ابی نے آپؐ کی زرہ پکڑ کر آپؐ کی گردن میں ہاتھ ڈال دیا، رسول اللہؐ کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا اور آپؐ نے سختی سے فرمایا: ہٹاو اپنا ہاتھ، کہنے لگا واللہ میں اپنا ہاتھ نہ ہٹاوں گا، جب تک کہ آپؐ سے اپنے حلیفوں کے لیے حسن سلوک کا وعدہ نہ لے لوں، منافق نے ابھی کوئی مہینہ پہلے ہی انصار کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے اپنے اسلام کا دم بھرا تھا، کہنے لگا کہ اِن چار سو زرہ بکتر اور تین سو غیر زرہ بکتر والوں نے میری پشت پناہی کر کے مجھے ہر سرخ و سیاہ سے ہمیشہ محفوظ رکھا، کیا آپؐ دم کے دم ایک ہی صبح ان کو موت کے گھاٹ اتار دیں گے؟ رسولؐ اللہ نے فرمایا، جا تیری خاطر میں نے ان کی جان بخشی کی! (او کما قال) تاہم بنی قینقاع کو ان کے تمام مال و اسباب سے محروم کرنے کا اعلان کر دیا گیا۔ حکم دیا گیا کہ وہ مدینہ سے نکل جائیں اور مدینے کے پڑوس میں بھی نہ رہیں، آپؐ نے عبادہؓ سے کہا کہ وہ انہیں اپنی حفاظت میں نخلستانِ مدینہ سے باہر لے جائیں چناں چہ یہ سب شام کے سرحدی علاقوں کی طرف کوچ کر گئے تاہم بنی قینقاع میں سے کچھ نے مدینہ سے نکل کر شمال مغرب میں وادی القرا میں آباد یہودیوں کے یہاں پناہ لی۔ اکثر کی موت شام کے سرحدی علاقوں میں واقع ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے اموال مسلمانوں کے لیے ضبط کر لیے، جن میں سے تین کمانیں، دو زرہیں، تین تلواریں اور تین نیزے اپنے لیے منتخب فرمائے اور مالِ غنیمت میں سے خمس [رفاہِ عام کے کاموں کے لیے مال کا پانچواں حصہ] بھی نکالا۔ غنائم جمع کرنے کا کام محمد بن مسلمہؓ نے انجام دیا اور تمام مال فوج میں تقسیم کر دیا گیا۔

☆☆☆☆☆

ریاست مدینہ کے پہلے ۲۰ ماہ

اگلے صفحے پر دیے گئے جدول میں مختلف واقعات، غزوات، مہمات اور تنزیلات کے لیے جو تاریخیں دی گئی ہیں اُن میں سے بیشتر براہِ راست روایات میں نہیں ملتی ہیں بلکہ جس ترتیب سے واقعات کے وقوع پذیر ہونے کی روایات ملتی ہیں، اُن سے اِن تاریخوں کو اخذ کیا گیا ہے۔ واقعات میں یقینی طور پر ۱۵ روز سے زیادہ کی تقدیم وتاخیر کی غلطی کا امکان نہیں ہے، [واللہُ اعلم] تاہم تنزیلات کی تقویم میں نسبتاً زیادہ بڑی فروگذاشت کا بجا طور پر خدشہ ہے۔ اگلے صفحات میں ۶۲۳ اور ۶۲۴ عیسوی [گری گورین] کیلنڈرز دیے گئے ہیں جن میں قمری تاریخین بھی دیکھی جاسکتی ہیں۔ ۶۲۲ کا گری گورین کیلنڈر گزشتہ آٹھویں جلد میں دیکھا جاسکتا ہے۔

مکرر عرض ہے کہ مصنف نے اپنے تئیں پوری کوشش کی ہے کہ تقویم بالکل درست ہو لیکن کوئی کام غلطی سے پاک نہیں ہو سکتا، خاص طور پر جاننا چاہیے کہ نزولی ترتیب پر قرآنی اجزا کو بالکل صحیح بیان کر دینا قطعاً ناممکن ہے، انتہائی کوشش سے صرف اندازہ کیا جاسکتا ہے جو دو مختلف افراد کا مختلف ہونا بہت فطری ہے۔ کسی بھی سہو کی طرف قارئین کی جانب سے اشارہ میرے لیے کارآمد ہوگا جس کے لیے میں ممنون رہوں گا۔ [مصنف 03142120868]

آنے والے صفحات میں ۶۲۳ اور ۶۲۴ کے دو کیلنڈرز کے علاوہ پورے دس سالہ مدنی دور کا بھی ماہانہ بنیاد پر ایک کیلنڈر دیا جارہا ہے جس میں ہر ہجری برس کا ایک کالم ہے جس میں سن نبوی بھی دیکھا جاسکتا ہے۔ سن نبوی اور سن ہجری میں اِس فرق کے علاوہ کہ سن نبوی، ہجری سے ۱۳ برس آگے ہے، ایک بڑا فرق یہ ہے کہ ہجری سن محرم سے شروع ہو کر ذوالحجہ پر ختم ہوتا ہے جب کہ نبوی سن ربیع الاوّل سے شروع ہو کر صفر پر ختم ہوتا ہے۔ اس لیے گیارہویں ہجری کے ربیع الاوّل میں جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تو درحقیقت وہ آپ کا مدینے میں گیارہواں نہیں بلکہ دسویں برس کا اختتام تھا، آپؐ نے ہجرت کے پہلے برس کے ماہِ ربیع الاوّل کے وسط میں مدینہ میں قدم رنجہ فرمایا تھا اور ٹھیک دس برس بعد ہجرت کے گیارہویں برس کے ماہِ ربیع الاوّل کے وسط میں بہ رضائے الٰہی اِس جہانِ فانی میں وفات پاگئے۔ ﷺ۔

مذکورہ دس سالہ کیلنڈر میں مدنی زندگی کے دس برسوں کے اہم واقعات ماہانہ بنیادوں [نہ کہ ایّام کی حتمی تاریخوں] پر دیکھے جاسکتے ہیں۔ امید ہے کہ یہ مختصر سا چارٹ حیاتِ طیّبہ کو بہ یک نظر سمجھنے میں مفید ہوگا۔